www.KitaboSunnat.com

مواعظ و عبر

عبدالمالک سلفی ڈاہروی☆

اللہ کے عذاب کیوں آتے ہیں؟

پچھلے کئی سالوں سے کرۂ ارض پر مسلسل حادثات اور آفات نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک ہر طرح سے مختلف قسم کے عذابوں نے انسانیت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ کہیں سونامی طوفان لاکھوں افراد کی اجل کا سبب بنتا ہے اور کہیں گھوٹکی میں ٹرینوں کا تصادم سینکڑوں لوگوں کی جان لے لیتا ہے۔ کبھی قطرینا اور ریٹا میں طوفان اور سیلاب ہزاروں افراد کی ہلاکت کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور کبھی افغانستان، بلوچستان اور سندھ کے بعض علاقوں میں خشک سالی اور قحط کے بادل منڈلانے لگتے ہیں، کہیں سمندر میں طغیانیاں آ رہی ہیں اور کہیں مہلک امراض اور وبائیں پھوٹ رہی ہیں۔ کبھی گرمی کی تپش سے لوگ ستائے ہوتے ہیں اور کبھی سردی کی شدت اپنا کام دکھاتی ہے۔ کبھی زلزلے بھارتی گجرات اور بھوج کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں اور کبھی ایرانی شہر 'بام' زلزلے کے باعث صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔ ابھی ترکی میں آنے والے زلزلے کے مہیب سائے مدہم نہیں پڑتے کہ یہی زلزلے وطن عزیز پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور آزاد کشمیر میں تباہی پھیلا دیتے ہیں۔

حالیہ دِنوں میں آنے والے زلزلے نے مظفر آباد، میرپور باغ، بالاکوٹ، راولاکوٹ، شنکیاری، مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے مضافات سمیت شمالی علاقہ جات میں بڑی زبردست تباہی پھیلا دی ہے۔ ہزاروں افراد عمارتوں کے ملبے تلے دب کر جاں بحق ہو چکے ہیں اور لاکھوں بے چارے شدید زخمی حالت میں ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ اربوں کھربوں کی املاک تباہ ہو چکی ہیں اور لوگوں کے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں۔ معمول کی زندگی مفلوج ہو چکی ہے۔ یہ صورتِ حال کیوں ہے اس کے اسباب اور عوامل کیا ہیں اور اس کا علاج کیونکر

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کیسے ممکن ہے؟ اس پر بہت کم لوگ توجہ دیتے ہیں بلکہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ماضی کی طرح آنے والے ان عذابوں کی توجیہ اور تاویل بھی خالصتاً مادّی ذہنیت سے کی جارہی ہے اور شاید کسی کا ذہن اس بات کی طرف نہیں جارہا کہ اس ساری صورتِ حال کے پیچھے قدرت کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پکڑ کی وجوہات کیا ہیں؟

ہمارے سیاستدان اور حکمران یہ کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن کرلیتے ہیں یا اپنے تئیں فرض ادا کرلیتے ہیں: جی بڑا نقصان ہوگیا، اتنے لوگ مرگئے، اتنے بے گھر ہوگئے، ہمیں بڑا دکھ ہے ہم مرنے والوں کی بخشش کی دعا کرتے ہیں اور لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ بس اللہ اللہ خیر سلا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دکھ کی بات یہ ہے کہ یہ وزیر، مشیر اور سرکاری حکام اس حوالے سے ٹی وی، ریڈیو پر چند مذاکرے کرواکر اور عوامی فنڈ پہ اپنا نام لگا کر اور اخبارات میں اپنی تصویریں چھپوا کر زلزلہ زدگان کی امداد کم اور تشہیر زیادہ کرکے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے بڑا سنہری کارنامہ سرانجام دے لیا ہے اور اپنا فرض پورا کردیا ہے۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض ہے کہ ان مشکلات کے سدباب کے لئے ہم اپنے دین سے رہنمائی حاصل کریں۔ اسی غرض کے پیش نظر مندرجہ ذیل سطور میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس صورت حال کے اسباب اور وجوہات اور علاج کی طرف توجہ مبذول کروانا مقصود ہے۔ وما توفیقی الا باللہ!

اللہ کریم نے یہ زمین وآسمان، سورج، چاند، ستارے، درخت و دریا، سمندر وصحرا، پہاڑ اور غار، ہوائیں اور بادل، حیوانات اور نباتات۔ الغرض ہر چیز انسان کے فائدے کے لئے بنائی ہے اور انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ ''میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔'' یعنی انسان کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے، اسی کا ڈر اور خوف دل میں رکھنا چاہئے اور اسی کا حکم اور قانون ماننا چاہئے۔ لیکن جب یہ انسان اللہ کی عبادت سے اِعراض کرکے غیروں کو اپنا معبود بنالیتا ہے اور اس کی نافرمانی اور اس کے قانون سے بغاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ انہی چیزوں کو حرکت دے کر انسان کے ضمیر کو جھنجوڑتا کہ اے بندے! دیکھ اگر میں ان چیزوں میں تیرے لئے بے شمار فوائد وثمرات رکھ سکتا ہوں تو تیری عبرت کے لئے انہیں تیری ہلاکت اور بربادی کا سبب بھی بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہوں: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُوْمَ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ بِأَمْرِهِ﴾ (الروم: ۲۵)

''اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ زمین وآسمان اسی کے حکم سے قائم ودائم ہیں۔''

آسمان کے ہلنے اور زمین کو غیر متوازن حرکت کرنے سے بھی اسی نے روک رکھا ہے:

﴿وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ﴾ (فاطر: ۴۱)

''اگر زمین وآسمان حرکت کرنے لگیں تو انہیں اس (اللہ) کے سوا کوئی نہیں جو روک سکے۔''

اب ہم قرآن وسنت کی روشنی میں ان عوامل اور اسباب کا جائزہ لیتے ہیں جو آسمانی آفات کے پیچھے کارفرما ہوتی ہیں۔

① برے اعمال اور ربّ کی نافرمانی: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الروم: ۴۱)

''خشکی اور تری میں لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو بعض برے اعمال کی سزا انہیں دنیا میں چکھا دے، شاید کہ لوگ برے اعمال سے باز آجائیں۔''

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيرٍ﴾

''اور (لوگو) تم پر جو مصیبت آتی ہے تو تمہارے ہاتھوں نے جو کیا اس کی سزا میں اور (اللہ) بہت (سے قصور) معاف کر دیتا ہے۔'' (الشوریٰ: ۳۰)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ دنیا میں خشک سالی، قحط، سیلاب، زلزلے، طوفان، اندرونی وبیرونی جھگڑے اور فسادات یا معاشی واقتصادی اور اخلاقی بدحالی کی کوئی بھی شکل ہو، یہ سب انسان کے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ہے اور یہ ساری مصیبتیں اور آزمائشیں انسان پر اس لئے آتی ہیں کہ انسان ان سے عبرت حاصل کرے اور انہیں اپنی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنے حالات میں تغیر پیدا کرے۔

آج اگر ہم اپنے حالات پر نظر ڈالیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لیں تو حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی برائی نہیں جسے ہم نے من حیث القوم سینے سے نہ لگایا ہو۔ شرک وبدعات، توہمات اور خرافات، بے حیائی، فحاشی اور عریانی، ذخیرہ اندوزی اور سود خوری، بددیانتی اور کرپشن، لوٹ کھسوٹ اور قتل وغارت گری کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہم گم ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود جسے قرآن نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے، اسے عام آدمی سے لے کر حکومت تک کوئی بھی چھوڑنے کو آمادہ نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے دعوے ہیں کہ ہمیں خوشحالی اور ترقی اسی راستے پر چلنے سے ہی ملے گی۔ چنانچہ صورتِ حال یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی میں جیسے جیسے ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں، بدتر سے بدترین نتائج ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ ہم بغیر سوچے سمجھے مغربی اَقوام کی طرزِ زندگی اپنانے کے چکر میں دھکے کھا رہے ہیں۔ ہر آنے والی نئی حکومت اپنی طرف سے نئے نئے معاشی واقتصادی پروگرام لے کر آتی ہے، لیکن حالات بہتر ہونے کی بجائے مزید خراب ہوتے جارہے ہیں۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، والی صورتحال ہے......!!

یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور کانوں سے سننے کے باوجود بھی ہم اللہ اور اس کے پیارے رسول محمد عربی ﷺ کی نافرمانی اور بغاوت والی روش چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج وطن عزیز زلزلہ اور مختلف آسمانی آفات کی زد میں ہے۔ لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اُتر گئے ہیں۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف نوعیت کا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (العنکبوت:۴۰)

''آخرکار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی (قومِ عاد) اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا (قومِ ثمود) اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا (قارون) اور کسی کو غرقِ آب کردیا (فرعون، ہامان اور قومِ نوح)...... اللہ تو ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔''

اور دوسری جگہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (النساء:۴۱)

''بے شک اللہ کسی پر ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔''

جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی پر اُتر آئے اور سرکشی و بغاوت شروع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردے تو وہ قوم صفحۂ ہستی سے جلد ہی مٹ جایا کرتی ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ۞ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۞ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۞ فَاتَّقُوا اللهَ يَاُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (الطلاق:۸ تا۱۰)

''اور کتنی بستیاں ایسی گذر چکی ہیں جنہوں نے اپنے ربّ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہم نے سختی سے ان کا حساب لیا اور ان کو بڑے عذاب (بیماری، قحط وغیرہ میں) پھنسا دیا، بالآخر انہوں نے اپنے برے اعمال کا وبال چکھ لیا اور ان کے برے کاموں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ملیا میٹ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔ عقل والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔''

② **شرک وبدعات:** جو قوم خالق حقیقی اللہ ربّ العزت کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرنے لگے اور مصائب وآلام کے رفع کے لئے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانے لگے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو بھی قحط سالی اور دیگر سنگین مصیبتوں میں مبتلا کردیتے ہیں۔

کفارِ قریش کے سامنے جب رسول کریم ﷺ نے توحید کی دعوت پیش کرتے ہوئے انہیں خدائے واحد کا پرستار بننے کی دعوت دی تو انہوں نے حسد وعناد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کردیا اور وہ بڑی مصیبت میں گرفتار ہوگئے حتیٰ کہ وہ آپس میں لڑ لڑ کر مرنے لگے۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ مردار چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہوگئے۔ ان میں سے ہر شخص کو مصیبت اور بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین وآسمان کے درمیان دھواں نظر آنے لگا۔ (صحیح بخاری: ۴۳۲۵)

آج ہمارے عوام اور حکمران دونوں طبقے شرک کی دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ عوام رفع حاجات کے لئے قبروں میں دفن افراد کے مزاروں کا رخ کرتے ہیں اور وہاں نذر ونیاز کے طور پر بکرے چھترے دے کر اپنے مال ودولت سے بھی لٹتے ہیں اور سب سے بڑی دولت ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور حکمران کرسی اقتدار کو طول دینے کے لئے وائٹ ہاؤس کا طواف کرتے اور ٹیکسوں کی بھرمار اور مہنگائی کا طوفان برپا کرکے عوام کے خون پسینے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمائی کا نذرانہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے حضور بطورِ نیاز پیش کرتے ہیں۔ جس ملک کے عوام اور حکمرانوں کا یہ حال ہو تو پھر ان پر اللہ کی رحمتوں کی بجائے آسمان سے عذاب اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔

③ **اللہ کے دین سے روگردانی:** جو قوم اللہ کے نازل کردہ دین سے روگردانی کو اپنا شیوہ بنا لے، اللہ ان کے مادّی وسائل کی کثرت وفراوانی کے باوجود ان کی گذران تنگ کردیتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰہٰ:۱۲۴)

''جس نے میرے ذکر سے منہ موڑ لیا تو (دنیا میں) اس کی معیشت تنگ کردی جائے گی۔''

آج اگر ہم اپنا اپنا جائزہ لیں تو یہ حقیقت ہر ایک پر واضح ہوجاتی ہے کہ ہم نے من حیث القوم زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے دین سے بغاوت کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ تہذیب وتمدن، معاشرت ومعیشت، سیاست وعبادت، الغرض زندگی کے تمام شعبوں میں ہم پر یہود ونصاریٰ اور ہندوانہ تہذیب کے اثرات کی چھاپ نظر آتی ہے۔ جبکہ اللہ کے نازل کردہ دین پر عمل پیرا ہونے سے اللہ تعالیٰ زمین وآسمان سے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾ (المائدۃ:٦٦)

''اور اگر یہ لوگ تورات وانجیل اور جو کچھ ان کی جانب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے۔''

تفسیر 'احسن البیان' میں ہے کہ اوپر کا ذکر یا تو بطورِ مبالغہ ہے یعنی کثرت سے اور انواع واقسام کے رزق اللہ تعالیٰ مہیا فرماتا یا اوپر سے مراد آسمان ہے یعنی حسبِ ضرورت خوب بارشیں برساتا اور نیچے سے مراد زمین ہے یعنی زمین اس بارش کو اپنے اندر جذب کرلیتی اور خوب پیداوار دیتی، نتیجتاً شادابی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا۔

④ **انبیائے کرام کی تکذیب:** جو قوم انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل پیرا ہونے کی بجائے ان کی تکذیب کرنا شروع کردے تو ایسی قوم بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بن جاتی ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب قومِ عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے ان کی تکذیب کردی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر قحط مسلط کردیا اور ان پر طوفان کا عذاب بھیج کر اُنہیں نیست و نابود کردیا:

﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ * تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ﴾ (الاحقاف:۲۴،۲۵)

''جب وہ دور سے بادل آتا دیکھتے تو کہتے کہ یہ بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے۔ حالانکہ یہ بادل تو وہی چیز (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کررہے تھے۔ اس میں ایسی ہوا ہے جس میں بڑا دردناک عذاب ہے جو اپنے ربّ کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کررہی ہے اور وہ ایسے ختم کردیے گئے کہ ان کے مکانات کے علاوہ کوئی شے دکھائی نہیں دیتی تھی، مجرموں کی قوم کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔''

⑤ **زناکاری اور فحاشی کا عام ہوجانا:** جس معاشرے میں بے حیائی، فحاشی اور عریانی بدکاری اور زناکاری عام ہوجائے وہ معاشرہ بھی عذابِ الٰہی کا نشانہ بن جاتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے سورۂ یوسف میں اہل مصر کی اخلاقی بدحالی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ مصر کے عوام تو عوام رہے، وہاں کے حکمرانوں کی بیگمات بھی زناکاری کی دلدل میں بری طرح مبتلا تھیں اور بدکاری کی اس حد تک رسیا تھیں کہ اپنے ناپاک منصوبے میں ناکامی کی صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بے گناہ پابندِ سلاسل کرا دیا تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم نے شہادت دی کہ اس زناکاری اور فحاشی کی دلدل میں پھنسے ہوئے معاشرے پر اللہ تعالیٰ نے سات سال تک قحط مسلط کئے رکھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

إذا ظهر في قوم الزنا والربا فقد أحلوا بأنفسهم عتاب الله

''جس قوم میں زناکاری اور سود خوری عام ہوجائے وہ اپنے لئے اللہ کے عذاب کو حلال کرلیتی ہے۔'' (ترغیب وترہیب)

آج کس قدر افسوسناک بات ہے کہ 'لا الہ الا اللہ' کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن عزیز پاکستان میں اس گھناؤنے جرم کے لئے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں اور اخبارات کے کئی صفحات حیا سوز تصاویر اور بدکاروں، اداکاروں کے انٹرویوز سے سیاہ ہوتے ہیں اور رہی سہی کسر الیکٹرانک میڈیا نے نکال دی ہے اور ہر سال جشن بہاراں کے نام پر اور پھر بسنت کے موقع پر سرکاری سرپرستی میں جس طرح بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دیا جاتا ہے، وہ باعث شرم اور قابل مذمت ہے......!!

اور اس سے بڑھ کر دکھ کی بات یہ ہے کہ اہل علم ودانشور حضرات کو قومی ہیرو قرار دینے کی بجائے اداکاروں اور بدکاروں کو بڑے خوشنما اور پرکشش القاب اور ایوارڈ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ایک اسلامی ملک میں جب علم وہنر اور تعلیم وتہذیب کی یوں بے حرمتی اور بے توقیری کی جائے اور گویوں اور بھانڈوں کو ثقافتی سفیر، محبت کے راہی اور دیگر خوشنما نام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو پھر ایسے ملک میں فتنے فساد، معاشی بدحالی، اندرونی اور بیرونی جھگڑے، طوفان اور زلزلوں میں چنداں حیرانگی نہیں۔

⑥ <u>ناشکری</u>: جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کرنے کی بجائے تکبر اور غرور کرنا شروع کردے، آخرت کو بھول جائے اور شکرگزاری کے طور پر اللہ کی فرمانبرداری کی بجائے اللہ کی بغاوت اور اس کے احکام سے انحراف کی روش اختیار کرے تو اللہ ایسی قوم کے مال ودولت کو تباہ وبرباد کرکے اسے عذاب سے دوچار کردیتے ہیں۔ سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ٭ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا٭ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ٭ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هٰذِهِ أَبَدًا٭ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُ إِلٰى رَبِّى لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ٭ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا ٭ لٰـكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ٭ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿ فَعَسٰى رَبِّي أَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهُ طَلَبًا ﴿ وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَا أَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا﴾

''مثال بیان کروان کے لئے دو آدمیوں کی: ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا فرمائے، ان کے اردگرد کھجور کی باڑ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کی زمین رکھی۔ دونوں باغ پھلے پھولے اور پھل دینے میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان باغوں کے اندر ہم نے ایک نہر جاری کردی اور اس سے خوب نفع حاصل ہوا۔

یہ سب کچھ پا کر ایک دن وہ اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری بھی رکھتا ہوں۔ پھر وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہوجائے گی اور مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی کبھی آئے گی۔ تاہم اگر مجھے کبھی اپنے ربّ کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: کیا تو اس ذات کے ساتھ شکر کی بجائے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے اور پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کر کھڑا کیا۔ میرا ربّ تو وہی اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت تیری زبان سے یہ کیوں نہ نکلا: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ! اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر پا رہا ہے تو بعید نہیں کہ میرا ربّ تیرے باغ سے بہتر مجھے عطا فرما دے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت بھیج کر اسے تباہ و برباد کردے جس سے وہ صاف میدان بن کر رہ جائے یا اس کا پانی زمین میں اُتر جائے اور پھر تو کسی طرح نہ نکال سکے۔

آخر کار یہ ہوا اس کا سارا پھل مارا گیا اور وہ اپنے انگور کے باغ کو ٹٹیوں پر اُلٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔'' (الکہف: ۳۲ تا ۴۲)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ ''آخر اس کے باغ کا وہی حال ہوا جو اس کے نیک بھائی کی زبان سے نکلا تھا کہ رات کو آگ لگ گئی، آسمان سے سب جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگیا جو مال خرچ کیا تھا، دولت بڑھانے کو، وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔'' (موضح القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل چار باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① دنیوی نعمتیں دو گھڑی کی دھوپ اور چار دن کی چاندنی ہیں، ناپائیدار اور فانی ہیں۔ پس عقل مند وہ ہے جو ان پر گھمنڈ نہ کرے اور ان کے بل بوتے پر اللہ کی نافرمانی پر آمادہ نہ ہو جائے اور تاریخ کے وہ اوراق ہمیشہ پیش نظر رکھے جن کی آغوش میں فرعون، نمرود، ثمود اور عاد کی قاہرانہ طاقتوں کا انجام آج تک محفوظ ہے:

﴿سِيْرُوْا فِيْ الأرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (النمل:٦٩)

"زمین کی سیر کرو اور پھر دیکھو کہ نافرمانوں کا کیا انجام ہوا!"

② حقیقی اور دائمی عزت ایمان اور عمل صالح سے میسر ہوتی ہے، مال و دولت اور حشمت دنیوی سے حاصل نہیں ہوتی۔ قریش مکہ کو مال و دولت، ثروت وسطوت حاصل تھی، مگر بدر کے میدان میں ان کے انجامِ بد اور دین و دنیا کی رسوائی کو کوئی روک نہ سکا۔ جبکہ مسلمان ہمہ قسم کے سامانِ عیش سے محروم تھے مگر ایمان باللہ اور عمل صالح نے جب ان کو دینی و دنیوی عزت و حشمت عطا کی تو اس میں کوئی حائل نہ ہو سکا:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لاَ يَفْقَهُوْنَ﴾

"حقیقی عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کے لئے ہی ہے مگر منافقین اس حقیقت سے ناآشنا ہیں۔" (المنافقون:٧)

③ مؤمن کی شان یہ ہے کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں سے نوازا ہے تو غرور اور تکبر کی بجائے درگاہِ حق میں جبین نیاز جھکا کر اعترافِ نعمت کرے اور دل و زبان سے دونوں سے اقرار کرے کہ خدایا اگر تو یہ عطا نہ فرماتا تو ان کا حصول میری اپنی قوت وطاقت سے باہر تھا۔ یہ سب تیرے ہی عطا ونوال کا صدقہ ہے:

﴿وَلَوْلاَ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَاءَ اللهُ لاَ قُوَّةَ إلاَّ بِاللهِ﴾ (الکہف:٣٩)

"اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔"

صحیح حدیث میں ہے کہ لاحول ولا قوة الا باللہ جنت کے پوشیدہ خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے کہ بندہ اعتراف کرے کہ بھلائی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر نہ ممکن ہے یعنی جس شخص نے زبان سے اقرار اور دل سے اس حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اعتراف کرلیا گویا کہ اس نے جنت کے مستور خزانوں کی کنجی حاصل کرلی۔

اس کے برعکس کافر کی حالت یہ ہے کہ اس کو جب دولت وثروت اور جاہ وجلال میسر آجائے تو وہ خودی میں آکر مغرور ہوجاتا ہے اور جب اسے خدا کا کوئی نیک بندہ سمجھاتا ہے کہ یہ سب اللہ کا فضل وکرم ہے، اس کا شکر کرتو وہ اکڑ کر کہتا ہے: ﴿إِنَّمَا أُوْتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِيْ﴾ کہ ''یہ خدا کا دیا ہوا نہیں بلکہ میری اپنی دانائی اور علم وہنر کا نتیجہ ہے۔''

مؤمن اور کافر کو اللہ کی طرف سے بھی الگ الگ جواب ملتا ہے جسے یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَالٍ وَّبَنِيْنَ ٭ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٭ إِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ ٭ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ٭ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ٭ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ٭ أُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ (المومنون: ۵۵)

''کیا (یہ کافر) لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد سے اس لئے ان کی امداد کررہے ہیں کہ بھلائی پہنچانے میں سرگرمی دکھائیں، نہیں مگر وہ شعور نہیں رکھتے (کہ ان کے بارے میں حقیقت حال دوسری ہے یعنی قانونِ مہلت کام کررہا ہے) اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اس کی نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اس کی راہ میں جو کچھ دے سکتے ہیں، بلا تامل دیتے ہیں اور پھر بھی ان کے دل ترساں رہتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے حضور لوٹنا ہے تو بلا شبہ یہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں تیز گام ہیں اور یہی ہیں جو اس راہ میں سب سے آگے نکل جانے والے ہیں۔''

④ سعید وہ ہے جو انجام سے قبل حقیقتِ انجام کو سوچ لے اور انجام کار سعادتِ ابدی وسرمدی پائے اور شقی وہ ہے جو انجام پر غور کئے بغیر غرور ونخوت کا اظہار کرے اور انجامِ بد دیکھنے کے بعد ندامت وحسرت کا اِقرار کرے اور اس وقت یہ ندامت وحسرت اس کے کچھ کام نہ آئے۔ چنانچہ اس واقعہ میں بھی منکر کو وہی شقاوت پیش آئی:

﴿وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَا أَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّيْ أَحَدًا﴾ (الکہف: ۴۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آخر کار ہوا یہ کہ اس کا سارا پھل مارا گیا اور وہ اپنے باغ کو ٹٹیوں پر اُلٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور کہنے لگا: کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا''

اور یہی روزِ بد فرعون کو دیکھنا پڑا کہ وقت گزرنے کے بعد اس نے کہا: اگر عذاب کے مشاہدے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت مان لیتا تو اس دردناک عذاب کی لپیٹ میں نہ آتا:

﴿حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِىْ اٰمَنَتْ بِهِ بَنُوْإِسْرَائِيْلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ❁ آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (یونس:۹۰)

''یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) غرقاب ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں، سوائے اس ذات کے جس پر بنواسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوتا ہوں، (اللہ کی طرف سے جواب آیا:) اور اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور فسادیوں میں سے تھا۔''

قارون کا قصہ کبر ونخوت: قارون کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کے خزانے وافر مقدار میں عطا فرمائے تھے، اس کے خزانوں کی چابیاں اٹھانے کے لئے قوی ہیکل مزدوروں کی جماعت درکار تھی۔ اس تمول اور سرمایہ داری نے اس کو بے حد مغرور کردیا تھا اور وہ دولت کے نشہ میں اس قدر چور تھا کہ اپنے عزیزوں، قرابت داروں اور قوم کے افراد کو حقیر و ذلیل سمجھتا اور ان کے ساتھ حقارت سے پیش آتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے ایک مرتبہ ان کو نصیحت کی کہ

''اللہ تعالیٰ نے تجھے بے شمار دولت و ثروت بخشی اور عزت و حشمت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا اس کا شکر کر اور مالی حقوق زکوٰۃ و صدقات دے کر غربا، فقرا اور مساکین کی مدد کر۔ خدا کو بھول جانا اور اس کے اَحکام کی خلاف ورزی کرنا اَخلاق و شرافت دونوں لحاظ سے سخت ناشکری اور سرکشی ہے۔ اس کی دی ہوئی عزت کا صلہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ تو کمزوروں اور ضعیفوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگے اور تکبر وغرور میں غریبوں اور عزیزوں کے ساتھ نفرت سے پیش آئے۔''

قارون کے جذبہ انانیت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پسند نہ آئی اور اس نے مغرورانہ انداز میں جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہا: موسیٰ یہ میری دولت و ثروت تیرے خدا کی عطا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، یہ تو میرے عقلی تجربوں اور عملی کاوشوں اور ہنرمندی کا نتیجہ ہے: ﴿ إِنَّمَا أُوْتِيْتُهُ عَلىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ﴾ میں تیری نصیحت مان کر اپنی دولت کو اس طرح برباد نہیں کرسکتا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام برابر اپنے فریضہ تبلیغ کو سرانجام دیتے رہے اور قارون کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔

قارون نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کسی طرح پیچھا نہیں چھوڑتے تو ان کو زِچ کرنے اور اپنی دولت وحشمت اور ظاہری چمک دمک، ٹھاٹھ باٹھ اور رئیسانہ کروفر اور جاہ وجلال کے مظاہر سے مرعوب کرنے کے لئے ایک دن بڑے متکبرانہ انداز کے ساتھ نکلا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے مجمع میں پیغامِ الٰہی سنا رہے تھے کہ قارون ایک بڑی جماعت کے ساتھ خاص شان وشوکت میں خزانوں کی نمائش کرتے ہوئے سامنے سے گزرا، اشارہ یہ تھا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو میں بھی ایک جتھا رکھتا ہوں اور زر وجواہر کا بھی مالک ہوں لہٰذا ان دونوں ہتھیاروں کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے کر رہوں گا۔

بنی اسرائیل نے جب قارون کی اس دنیوی ثروت وعظمت کو دیکھا تو ان میں سے کچھ آدمیوں کے دلوں میں مال کی طمع کی انسانی کمزوری جاگ اُٹھی اور وہ بے چین ہوکر یہ دعا کرنے لگے: اے کاش! یہ دولت وثروت ہم کو بھی حاصل ہوتی مگر بنی اسرائیل کے اربابِ حل وعقد نے فوراً مداخلت کی اور ان سے کہنے لگے کہ خبردار اس دنیوی زیب وزینت پر نہ جانا اور اس کے لالچ میں گرفتار نہ ہو بیٹھنا، تم عنقریب دیکھو گے، اس مال و دولت کا انجام کیسا ہونے والا ہے؟ آخر کار جب قارون نے کبرونخوت کے خوب مظاہرے کرلئے اور حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے مسلمانوں کی تحقیر وتذلیل میں حد درجہ زور صرف کرلیا تو اب غیرتِ حق تعالیٰ حرکت میں آئی اور پاداشِ عمل کے فطری قانون نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور قارون اور اس کی دولت پر خدا کا یہ اٹل فیصلہ ناطق کردیا: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الأَرْضَ﴾ ''ہم نے قارون اور اس کے سرمایہ کو زمین کے اندر دھنسا دیا۔'' اور بنی اسرائیل کے سامنے اس کا غرور باقی رہا، نہ سامانِ غرور، سب کو زمین نے نگل کر سامانِ عبرت بنا دیا۔ قرآنِ حکیم نے اس واقعہ کو سورۂ قصص میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کے ملنے پر شکر کے بجائے اگر تکبر وغرور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے تو اللہ وہ مال و دولت اور رزق کی فروانی کو تباہ و برباد کر کے اپنا عذاب مسلط کردیتے ہیں۔ فاعتبروا یا أولی الابصار !!

جو قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنے کی بجائے ناشکری کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے وہ نعمتیں چھین کر انہیں مختلف طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کردیتے ہیں۔ سورۃ النحل میں اللہ نے فرمایا

﴿ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللهِ فَأَذَاقَهَا اللهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ (آیت:۱۱۲)

''اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال دیتا ہے، وہ امن واطمینان کی زندگی بسر کررہی تھی اور ہر طرف سے اس کو وافر رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران شروع کردیا۔ تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ خوف اور بھوک کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کے اَوامر ونواہی سے پہلوتہی کرے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کے دروازے بند کردیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اپنی نعمتیں سلب کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

قرآن حکیم نے قومِ سبا پر اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار اور لامحدود انعام واکرام کئے۔ دنیوی سج دھج، کروفر اور مال و زر کی کثرت کی وجہ سے انہیں ہمہ قسم کی نعمتیں میسر تھیں اور ان تمام چیزوں پر مستزاد یہ تھا کہ یمن سے شام تک جس شاہراہ پر اہل سبا کے تجارتی قافلوں کی آمدورفت تھی، اس کے دونوں جانب حسین وجمیل باغات اور خوشبودار درختوں کا سایہ تھا اور قریب قریب فاصلہ پر ان کے سفر کو آرام دہ بنانے کے لئے کاروان سرائے بنی ہوئیں تھی جو شام کے علاقہ تک ان کو اس آرام کے ساتھ پہنچاتی تھیں کہ پانی، میووں اور پھلوں کی کثرت یہ بھی محسوس نہیں ہونے دیتی تھی کہ وہ اپنے وطن میں ہیں یا دشوار گزار سفر میں حتیٰ کہ جب خوش گوار سایہ اور راحت بخش ہوا میں ان کا کارواں سراؤں میں ٹھہرتا، پرلطف میوے اور تازہ پھل کھاتا، ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیتا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجاز اور شام تک آمدورفت رکھتا تو ہمسایہ قومیں رشک و حسد سے ان پر نگاہیں اٹھاتیں اور تعجب و حیرت کے ساتھ ان کی اس عیش و عشرت پر انگشت بدنداں ہوجاتی تھیں۔ قرآنِ حکیم کی ان آیات میں قوم سبا کی خوشحالی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ﴾ (سبا:١٥)

''بلاشبہ اہل سبا کے لئے ان کے وطن میں قدرتِ الٰہی کی عجیب و غریب نشانی تھی۔ دو باغوں کا (سلسلہ) دائیں بائیں (اور اللہ نے ان کو فرما دیا تھا) کہ اے سبا والو! اپنے پروردگار کی جانب سے بخشی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو، شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا۔''

چنانچہ اہل سبا ایک عرصہ تک تو اس جنتِ ارضی کو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہی سمجھتے رہے اور حلقہ بگوش اسلام رہتے ہوئے اَحکامِ الٰہی کی تعمیل اپنا فرض سمجھتے رہے، لیکن دنیوی ٹھاٹھ باٹھ اور عیش و عشرت نے ان میں بھی وہی بداخلاقی اور بدکرداری پیدا کر دی جو ان کی پیشرو متکبر اور مغرور قوموں میں موجود تھی حتیٰ کہ حالت یہاں تک جا پہنچی کہ انہوں نے دین حق کو بھی خیرباد کہہ دیا اور کفر و شرک کی سابقہ زندگی کو پھر اپنا لیا، تاہم ربِّ غفور نے فوراً گرفت نہیں کی بلکہ اس کی وسعتِ رحمت نے قانونِ مہلت سے کام لیا اور انبیا نے ان کو راہِ حق کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ ان نعمتوں کا مطلب یہ نہیں کہ تم دولت و ثروت اور جاہ و جلال کے نشہ میں مست ہوجاؤ اور نہ یہ کہ اخلاقِ کریمانہ کو چھوڑ بیٹھو اور کفر و شرک اختیار کر کے خدا کے ساتھ بغاوت کا اعلان کر دو۔ سوچو اور غور کرو کہ یہ بری راہ ہے اور اس کا انجام نہایت خطرناک ہے!!

ابن مُنبّہ کے حوالے سے محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ خوشحالی کے ان دنوں میں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے تیرہ نبی فریضہ رسالت ادا کرنے آئے مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی موجودہ خوشی اور عیش کو دائمی سمجھ کر کفر و شرک کی بدمستیوں میں مبتلا رہے۔ بالآخر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی بدولت ان کا انجام بھی وہی ہوا جو گذشتہ زمانہ میں اللہ کی نافرمان قوموں کا ہوتا ہے اور اللہ نے ان پر دو طرح کے عذاب مسلط کر دیے:

پہلی سزا: سیل عرم، جس کی بدولت ان کے جنت نظیر باغات برباد ہوگئے اور ان کی جگہ جنگلی بیریاں، خاردار درخت اور پیلو کے درخت اُگ کر یہ شہادت دینے اور عبرت کی کہانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنانے لگے کہ خدا کی پیہم نافرمانی اور سرکشی کرنے والی اقوام کا یہی حشر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہوا یہ کہ وہ ڈیم جس کی تعمیر پر ان کو بڑا فخر و ناز تھا اور جس کی بدولت ان کے دارالحکومت کے دونوں جانب تین سو مربع میل تک خوب صورت اور حسین باغات اور سرسبز و شاداب کھیتوں اور فصلوں سے گلزار بنا ہوا تھا، وہ ڈیم خدا کے حکم سے ٹوٹ گیا اور اچانک اس کا پانی زبردست سیلاب بن کر وادی میں پھیل گیا اور مآرب اور اس کے تمام حصہ زمین پر جہاں یہ راحت بخش باغات تھے، چھا گیا اور ان سب کو غرقاب کرکے برباد کردیا اور جب پانی آہستہ آہستہ خشک ہوگیا تو اس پورے علاقے میں باغوں کی جنت کی جگہ پہاڑوں کے دونوں کناروں سے وادی کے دونوں جانب جھاؤ کے درختوں کے جھنڈ، جنگلی بیروں کے درخت اور پیلو کے درختوں نے لے لی جن کا پھل بدذائقہ تھا۔ اور خدا کے اس عذاب کو اہل مأرب اور قومِ سبا کی کوئی قوت وسطوت نہ روک سکی اور فن تعمیر اور انجینئرنگ کے کمال بھی ان کے کام نہ آئے او رقوم سبا کے لئے اس کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا کہ اپنے وطن مالوف اور بلدۂ طیبہ مأرب اور نواح کو چھوڑ کر منتشر ہوجائیں۔ قرآنِ حکیم نے اس عبرت ناک واقعہ کو بیان کرکے دیدہ نگاہ اور بیدار قلب انسان کو نصیحت کا یہ سبق سنایا ہے:

﴿فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ٭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ (سبا:۱۶،۱۷)

"پھر انہوں (قومِ سبا) نے ان پیغمبروں کی نصیحتوں سے منہ پھیر لیا پس ہم نے ان زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے دو عمدہ باغوں کے بدلے دو ایسے باغ اُگا دیے جو بدمزہ پھلوں جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں کے جھنڈ تھے۔ یہ ہم نے ان کو ناشکر گزاری کی سزا دی اور ہم ناشکری قوم ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔"

دوسری سزا: مأرب کے ڈیم ٹوٹ جانے پر جب یمنی شہر مأرب اور اس کے دونوں جانب کے علاقے سرسبز کھیتوں، خوشبودار درختوں اور عمدہ میووں اور پھلوں کے شاداب باغوں سے محروم ہوگئے تو ان بستیوں کے اکثر باشندے منتشر ہوکر کچھ شام، عراق اور حجاز کی جانب چلے گئے اور کچھ یمن کے دوسرے علاقوں میں جا بسے مگر عذابِ الٰہی کی تکمیل ہنوز باقی تھی۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے قوم سبا نے صرف غرور اور سرکشی، کفر و شرک ہی کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کو نہیں ٹھکرایا تھا بلکہ ان کو یمن سے شام تک راحت رساں آبادیوں اور کارواں سراؤں کی وجہ سے وہ سفر بھی راس نہ آیا جس میں ان کو یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ سفر کی صعوبتیں کیا ہوتی ہیں اور پانی کی تکلیف اور خورد ونوش کی ایذا کس شے کا نام ہے اور قدم قدم پر وہ خوشبودار درختوں اور پھلوں کے باغات کی وجہ سے گرمی اور تپش کی زحمت سے بھی ناآشنا تھے۔

اُنہوں نے ان نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرنے کی بجائے بنی اسرائیل کی طرح ناک بھوں چڑھا کر یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ بھی بھلا کوئی زندگی ہے کہ انسان سفر کے ارادے سے گھر سے نکلے اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ حالتِ سفر میں ہے یا اپنے گھر میں۔ خوش نصیب انسان تو وہ ہے جو ہمتِ مرداں کے ساتھ سفر کی ہمہ قسم کی تکالیف اٹھائے، پانی اور خورد ونوش کے لئے آزار سہے اور اسبابِ راحت و آرام کے میسر نہ ہونے کی وجہ سے لذتِ سفر کا ذائقہ چکھے۔ کاش! ہمارا سفر ایسا ہوجائے کہ ہم یہ محسوس کرنے لگیں کہ وطن سے کسی دور دراز جگہ کا سفر کرنے نکلے ہیں اور ہم دوری منزل کی تکالیف سہتے ہوئے حضر اور سفر میں امتیاز کرسکیں۔ بدبخت اور ناسپاس گزار انسانوں کی یہ ناشکری تھی جس کی تمناؤں اور آرزوؤں میں مضطرب ہو کر خدا کے عذاب کو دعوت دے رہے تھے اور اس کے انجامِ بد سے غافل ہوچکے تھے۔

قوم سبا نے جب اس طرح کفرانِ نعمت کی انتہا کردی تو اب اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسری سزا یہ دی کہ یمن سے شام تک ان کی تمام آبادیوں کو ویران کردیا جو ان کے راحت و آرام کی کفیل تھیں اور سفر کی ہر قسم کی صعوبتوں سے ان کو محفوظ رکھتی تھیں اور اس طرح پورے علاقے میں خاک لگی اور یمن سے شام تک نو آبادیوں کا یہ سلسلہ ویرانے میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔

چنانچہ قرآن حکیم کی یہ آیات اسی حقیقت کا اعلان کررہی ہیں:

﴿ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوْا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۞ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ﴾ (سبا:۱۸،۱۹)

''ہم نے ان ملک اور برکت والی آبادیوں (یعنی شام) کے درمیان بہت سی کھلی آبادیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی تھیں اور ان میں سفر کی منزلیں (کارواں سرائے) مقرر کی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ چلو ان آبادیوں کے درمیان دن رات بے خوف وخطر۔ مگر اُنہوں نے کہا: ہمارے پروردگار ہمارے سفروں اور منزلوں کے درمیان دوری کردے اور یہ کہہ کر اُنہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا پس ہم نے ان کو کہانی بنا دیا اور ان کو پارہ پارہ کردیا۔ بلاشبہ اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں صابر اور شکرگزار بندوں کے لئے۔''

قرآنِ حکیم نے جب اہل عرب کو سبا اور سیل عرم کا یہ واقعہ سنایا تو اس وقت یمن کا ہر آدمی اس حقیقت کا بچشم خود مشاہدہ کررہا تھا اور وہ تمام خاندان بھی جو حجاز، شام، عمان، بحرین، نجد میں اس حادثہ کی بدولت پناہ گزیں ہوگئے تھے، اپنے آباؤ اجداد کے اس مرکز کی حالتِ زار کو دیکھ اور سن رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہمدانی جو کہ چوتھی صدی ہجری کا مشہور سیاح ہے، اپنی کتاب 'اکلیل' میں یمن کے اس حصے کے متعلق اپنی عینی شہادت پیش کرتا ہے کہ قرآنِ حکیم نے جنتان عن يمين وشمال کہہ کر جن باغوں کا ذکر کیا ہے، بلاشبہ آج بھی ان کی جگہ اس قدر کثرت سے پیلو کے درخت موجود ہیں کہ اتنی کثرت کے ساتھ اور کہیں نہیں پائے جاتے اور اِنہی درختوں کے ساتھ جھاؤ اور کہیں کہیں جنگلی بیر کے درخت بھی نظر آتے ہیں اور وہ دیدۂ بینا کو عبرتناک داستان سنا رہے ہیں۔ فاعتبروا يا أولي الابصار!

⑦ <u>فرمانِ نبویؐ کے سامنے سرکشی</u>: جو قوم فرمانِ نبوی کے سامنے جھکنے کی بجائے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر کمربستہ ہوجائے، اللہ تعالیٰ ان کی پیداوار میں کمی کرکے انہیں غربت وافلاس، فقر وفاقے اور بیماریوں میں مبتلا کردیتے ہیں:

''سیدنا عمر فاروقؓ ایک دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں غلہ منڈی میں گئے اور جاکر اناج کے ڈھیروں کا معائنہ کرنے لگے۔ ایک جگہ آپ نے نہایت عمدہ اناج دیکھا اور فرمایا کہ اللہ اس غلے میں برکت عطا فرمائے اور اس کے لانے والے پر بھی رحم وکرم فرمائے۔ آپؓ کو بتایا گیا کہ اس غلہ کے مالکوں نے اس کو سٹاک کیا ہوا تھا۔ آپؓ نے دریافت کیا کہ وہ کون ہیں جنہوں نے اُمت کی ضرورت کے وقت اس غلہ کو سٹاک کیا ہے۔ آپؓ کو بتایا گیا کہ فلاں فلاں آدمی ہیں۔ آپؓ نے ان کو طلب کرکے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ''جو آدمی امتِ مسلمہ کی ضرورت کے وقت اناج سٹاک کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیماری لگا دیں گے یا اسے غربت وافلاس میں مبتلا کردیں گے۔''

ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے وہاں کھڑے ہی اللہ کے حضور توبہ کرلی اور آئندہ ذخیرہ اندوزی نہ کرنے کا اللہ سے وعدہ کرلیا، لیکن دوسرے آدمی نے کہا کہ یہ ہمارا اناج ہے، ہم جب چاہیں اور جیسے چاہیں خرچ کریں کسی کو کیا اعتراض ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا کردیا اور وہ اسی حال میں مرگیا۔ (مسند احمد، مسند عمر بن خطاب: ۱۳۰)

⑧ فریضہ امر بالمعروف سے روگردانی: جو قوم أمر بالمعروف ونهي عن المنکر کے شرعی فریضے کو چھوڑ دیتی ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی زد میں آجاتی ہے۔ حذیفہ بن یمانؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«والذي نفسي بيده لتأمرن ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابًا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم» (جامع ترمذی: ۲۰۹۵)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب مسلط کردے۔ پھر تم اس سے دعائیں کرو گے، لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا۔''

⑨ ناپ تول میں کمی بیشی: جو قوم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیروں کو پوجنے لگے اور ناپ تول میں کمی بیشی کرنا شروع کردے تو ایسی قوم بھی بہت جلد صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہے۔ سورۂ ہود میں اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کو خدائے واحد کا پرستار بننے کی دعوت دیتے رہے اور ماپ تول میں کمی بیشی سے منع کرتے رہے لیکن اُن کی قوم نے صاف کہہ دیا کہ اے شعیبؑ! ہم تیرے کہنے پر اپنے آباؤ اَجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے اور ناپ تول میں کمی بیشی سے بھی باز نہیں آسکتے۔ حضرت شعیبؑ کے بار بار نصیحت کرنے اور سمجھانے کے باوجود جب قوم باز نہ آئی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

''میری قوم! تم اپنی جگہ جو کرتے ہو، کرتے رہو اور میں اپنا کام کرنے والا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ جھوٹا کون ہے اور رسوا کن عذاب کی لپیٹ میں کون آتا ہے؟!'' (ہود: ۹۳)

پھر قومِ شعیبؑ پر عذابِ الٰہی کا کوڑا برسا اور زوردار آواز نے ان کے کلیجے چیر دیئے اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ختم کردیئے گئے جیسے وہ وہاں کبھی آباد ہی نہیں رہے تھے۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ناپ تول میں کمی بیشی کوئی معمولی نہیں بلکہ سنگین جرم ہے اوراس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ پیداوار میں کمی کرکے مختلف عذابوں میں مبتلا کردیتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ اقدس ﷺ نے فرمایا:

''جولوگ ماپ تول میں کمی بیشی کریں گے: اللہ تعالیٰ ان کی پیداوار کم کردے گا اوران پر قحط مسلط فرمادے گا۔'' (ترغیب وترہیب)

آج اگر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو بے شمار تاجر ایسے ملیں گے جواس گھناؤنے جرم کو اپنی ذہنی ہوشیاری اور چالاکی سمجھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کے لئے دنیا میں عذاب اور آخرت میں عذابِ الیم کی وعید سنائی ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۞ اَلَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۞ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْوَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ (المطففین:۱تا۳)

''بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے جب لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپ یا تول کردیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔''

جب معاشرے میں لوگ اپنے مال و دولت سے صدقہ و خیرات عشر اور زکوٰۃ دینے سے پہلوتہی کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی پیداوار ختم کرکے اپنا عذاب ان پر مسلط کردیتا ہے۔سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۞ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۞ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ ۞ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ﴾ (القلم:۱۷تا۲۰)

''ہم نے ان (مکہ کے کافروں) کواس طرح آزمایا جیسے ایک باغ والوں کو آزمایا تھا جب وہ باغ والے قسم اُٹھا بیٹھے کہ صبح ہوتے ہی اس کا پھل توڑلیں گے اورانہوں نے (غریبوں، مسکینوں کا) استثنا نہ کی تو وہ سو ہی رہے تھے کہ تیرے مالک کی طرف سے ایک پھیرا لگانے والی (بلا) باغ پر پھیرا کرگئی۔پھر سارا باغ ایسا ہوگیا جیسے کوئی سارا پھل کاٹ کرلے گیا ہو۔''

جب ان باغ والوں نے غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کو ان کا حق (عشر و زکوٰۃ وغیرہ) دینے کی بجائے اپنے باغ کا سارا پھل خود ہی سمیٹنے کا پروگرام بنایا اور رات کی تاریکی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا کر پھل کاٹنے کے لئے آپس میں صلاح و مشورے کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آگ بھیج کر ان کے سارے باغ کو تباہ و برباد کردیا۔ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«ما نقض قوم العهد إلا كان القتل بينهم ولا ظهرت الفاحشة في قوم إلا سلَّط الله عليهم الموت ولا منع قوم الزكاة إلا حبس عنهم الفطر»

''جو قوم وعدے کی پاسداری نہیں کرے گی، ان کے درمیان قتل و غارتگری شروع ہوجائے گی اور جس قوم میں زنا کاری عام ہوجائے گی، ان پر اللہ تعالیٰ موت مسلط فرما دے گا اور جو قوم زکوٰۃ روک لے گی، اللہ تعالیٰ ان سے بارانِ رحمت کو روک لے گا۔'' (ترغیب وترہیب)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا:

«ولم ينقصوا المكيال والميزان الا أخذوا بالسنين وشدة المؤنة وجور السلطان عليهم ولم يمنعوا زكاة أموالهم إلا منعوا القَطْرَ من السماء ولو لا البهائم لم يمطروا» (تلخیص الحبیر، ابن ماجہ: ۴۰۰۹)

''جو قوم ناپ تول میں کمی بیشی کرتی ہے، اس کو قحط سالی کی سخت مصیبتوں میں گرفتار کرلیا جاتا ہے اور ظالم حکمران ان پر مسلط کردیے جاتے ہیں اور جو لوگ اپنے مال سے زکوٰۃ روک لیتے ہیں، ان سے بارشیں روک لی جاتی ہیں۔ اگر جانور نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی۔''

⑩ زکوٰۃ ادا نہ کرنا: امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف اعلانِ جہاد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' میں اسلام کے اس اہم رکن یعنی ادائیگی زکوٰۃ سے فرار ہونے کی قانونی گنجائش موجود ہے اور درہم و دینار کے پجاری اسلام کے منافی اس قانون کا سہارا لے کر زکوٰۃ نہ دے کر غضبِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے دنیا میں کئی طرح کے عذاب تیار کر رکھے ہیں اور آخرت میں عذابِ جہنم کی شدید وعید سنائی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ * يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾

''اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو جس دن اس خزانے کو نارِ دوزخ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا:) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا، اپنے خزانوں کا مزہ چکھو!'' (التوبہ:۳۴،۳۵)

صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ کے باب إثم مانع الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ

''جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ نہیں دیتا، قیامت والے دن اس کے مال کو آگ کی تختیاں بنا کر اس کے دونوں پہلو، پیشانی اور کمر کو داغا جائے گا۔ یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس کا یہی حال رہے، اس کے بعد اسے جنت یا جہنم میں لے جایا جائے گا۔''

اس لئے دنیا میں زلزلوں، قحط سالی اور دیگر عذابوں سے بچنے اور آخرت میں نارِ دوزخ سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے مال و دولت سے زکوٰۃ عشر اور صدقہ و خیرات نکالنا ضروری ہے۔

⑪ **قطع رحمی:** جو قوم صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی اور آپس میں رحم و کرم کی بجائے سرکشی وبغاوت اور ظلم و ستم پر اُتر آئے، اللہ اسے دنیا میں عذاب کا مزہ چکھا دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«ما من ذنب أجدر أن يعجل لصاحبه العقوبة في الدنيا مع ما يدخرله في الآخرة مثل البغي وقطيعة الرحم» (ابوداود، کتاب الادب: ص ۳۵)

''دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں اللہ تعالیٰ بہت جلدی دیتے ہیں اور وہ دو گناہ یہ ہیں: ظلم و ستم اور قطع رحمی۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَظْلِمُوْا فَتَدْعُوْا فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ وَتَسْتَقُوْا فَلَا تُسْقَوْا وَتَسْتَنْصِرُوْا فَلَا تُنْصَرُوْا» (مجمع الزوائد: ۲۳۵/۵)

''ظلم نہ کرو ورنہ تمہارا حال یہ ہوگا کہ تم دعائیں کرو گے، لیکن تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی، اور تم بارش طلب کرو گے، لیکن تم پر بارش نہیں برسے گی اور تم مدد طلب کرو گے، لیکن تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو قوم اللہ کی نافرمانی کو اپنا شیوہ بنا لے اور گناہ پر گناہ کرتی چلی جائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق سے محروم کر دیتے ہیں۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إن العبد ليحرم الرزق بالذنب يصيبه ولا يرد القدر إلا الدعاء ولا يزيد في العمر إلا البر» (مسند احمد:۲۱۴۰۲)

''بے شک آدمی گناہ کا ارتکاب کر کے رزق سے محروم ہو جاتا ہے اور دعا تقدیر میں ردّ و بدل کر دیتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر میں برکت ہو جاتی ہے۔''

علاج

جو لوگ اس قیامت خیز زلزلہ اور عذابِ الٰہی سے بچ گئے ہیں وہ تجدید ایمان کریں، اللہ سے ڈریں اور اخلاصِ نیت اور سچے دل کے ساتھ بداعمالیوں سے توبہ کریں اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر استغفار کریں تو اس سے نہ صرف اللہ کا عذاب ٹل جائے گا، بلکہ آسمان سے اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوگا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (الاعراف:۹۶)

''اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے (اللہ کی طرف رجوع کرتے) اور (برے کاموں یعنی کفر و شرک سے) بچے رہتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے تو (ہمارے پیغمبروں کو) جھٹلایا تو (ہم نے بھی) ان کے کاموں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا۔''

* قرآن میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:۳)

''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، اللہ اس کیلئے مصیبتوں سے نکلنے کے راستے پیدا فرما دیتے ہیں''

* نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے استغفار کو لازم کر لیا، اللہ اسے ہر تنگی سے نجات دیں گے اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیں گے جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔

* جناب ربیعؒ بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حسن بصریؒ کی مجلس میں چار آدمی آئے اور انہوں نے اپنے مسائل و مشکلات حسن بصریؒ کے سامنے پیش کیے۔ ایک نے کہا: میں بیمار ہوں، دوسرے نے کہا: میرے پاس اولاد نہیں ہے، تیسرے نے کہا: میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت غریب ہوں اور چوتھے نے کہا کہ ہمارے علاقے میں قحط سالی کا دور دورہ ہے۔ آپ نے ہر ایک کو استغفار کرنے کا حکم دیا۔ مجلس سے ایک آدمی نے کہا کہ حضرت ان کے مسائل ومشکلات علیحدہ علیحدہ ہیں، لیکن آپ نے تمام کو علاج اور نسخہ ایک ہی بتایا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حسن بصری نے فرمایا کہ جناب نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم اللہ کے سامنے استغفار کرو، وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرمائے گا، اور تمہیں مال ودولت اور بیٹے بھی دے گا اور باغات بھی تمہیں عنایت فرمائے گا اور نہروں کو بھی جاری کر دے گا۔ (روح المعانی)

لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ ہم قانونِ الٰہی سے بغاوت ترک کر دیں، اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی چھوڑ کر صحیح معنوں میں ان کی اطاعت کی روش اختیار کریں۔ سودی کاروبار، ذخیرہ اندوزی، حرام ذرائع آمدنی، دھوکہ بازی، رشوت خوری اور کرپشن سے باز آنا چاہیے۔ بدکاری سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ أمر بالمعروف ونهي عن المنكر کا فریضہ پوری قوم کو ادا کرنا چاہیے۔ عریانی اور فحاشی کی روک تھام کے لئے اجتماعی کوشش بروئے کار لانی چاہیے۔ ظلم وزیادتی سے گریز کرنا چاہیے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنا چاہیے۔ ناپ تول میں کمی بیشی کی بجائے پورا لینا اور دینا چاہیے۔ اور آج سے اٹھاون سال پہلے جو وعدہ ہم نے اللہ سے کیا تھا کہ اس دھرتی پر تیرا قانون نافذ کریں گے اسے پورا کرنے کے لئے تمام کوششیں صرف کرنا چاہئیں ورنہ آفاتِ آسمانی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہ سکے گی۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾

"میں اس شخص کو معاف کر دیتا ہوں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور پھر راہِ راست پر آ جائے۔"

دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہے کہ زلزلے میں جاں بحق ہونے والے اپنے مسلمان بہن وبھائیوں کی مغفرت کے لئے اللہ کے حضور دعا کرنی چاہئے اور زلزلے سے متاثرہ علاقوں میں رہنے والوں کی بحالی کے لئے ہر قسم کا تعاون کرنا چاہئے۔ حکومت کو بھی چاہئے کہ متاثرین کی بحالی کی مخلصانہ کوششوں کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کرے تاکہ لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔ (مزید تفصیل کے لیے: 'محدث' مئی ۲۰۰۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ